

فصل ان الفصل بید اللہ کی تیرہ من یشتاد فی اللہ وایسے غیبیہ سے
 دین کی نصرت کے لئے اک سماں پر شور ہو
 عسی ان یبعثک ربک مقاماً محمداً
 اب کیا وقت نزاہت کے ہیں پل لائیکے دن

ہر منگل و ہفت روزہ کو شائع ہوتا ہے۔

دنیا میں ایک نبی آیا پرونیانے اسکو قبول کیا لیکن خدا اسکو قبول
 کرے گا۔ اور بڑے زور اور حملوں سے اسکی پچائی ظاہر کر دیکر اسکا نام عیسیٰ

فہرست مضامین

دینہ السج - شہادت بیعت
 حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کیمتعلقہ
 نظم و مغزی نماز پیرا نمازیوں کی نثر و نعت
 خدا کا غضب بظہر کہ رہا ہے
 خطبہ حمد و خدا کے نبی پر ایمان لاؤ کہ نجات پاؤ
 و سرور دیکھا انعام و ثنا اللہ ناکام
 ہنگامہ یورپ
 ہندوستان کی خبریں

الفصل

ہیزہ فی مالک سے سات روپے

Digitized by Khilafat Library
 یہاں تیری بی بی کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (امام سید موعود)

جلد ۲ - نومبر ۱۹۱۸ء شنبہ ۲۶ - محرم ۱۳۳۷ھ ہجری نمبر ۳۳

المنیج

خاندان مسیح موعود علیہ السلام میں خدا کے فضل سے جو بزرگ عارف تھے
 میر محمد اسحاق صاحب ناخال علیل ہیں احباب ان کی صحت
 کیلئے دعا فرمادیں۔
 اگرچہ خدا کے فضل و کرم سے بیماری جلی بخار پہلے کی نسبت کم
 ہو گئی ہے اور دن بدن بھری ہوئی ہے تاہم ابھی کئی بیماریاں ہیں جنکی صحت کے
 لئے دعا کی جائے۔
 مدرسہ حمیدہ اولیٰ علیہ السلام ہائی اسکول جو بڑی بیماری بند کرنے گئے تھے
 ناخال بنہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ جلدی کھل جائیں گے۔ اور بڑے
 اخبار اطلاق دیدی جائیگی۔
 بیماری کے آیام میں میاں نظام الدین صاحب تتمہ فکر خانہ
 اور ان کے ماتحت عمل کرنے میں تندرست اور عمدگی سے اپنی ذمہ داری

شرائط بیعت سلسلہ حمیدیہ

اول بیعت کنندہ اپنے دل سے خدا سے ہمد اس بات کا
 کریں گے۔ کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل
 ہو جائے۔ شرک سے بچتا رہے گا۔ دوم یہ کہ جو
 زنا اور بد نظری۔ اور فسق و فجور اور ظلم اور خبیانت اور
 منار اور بناوٹ کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی
 جوشوں کے وقت ان کا متناوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی
 جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ سچو وقت نماز پڑھنے
 حکم خدا اور رسول کے ادا کرنا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز
 تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر
 درود بھیجنے۔ اور ہر وقت اپنے گناہوں کی معافی مانگنے
 اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور ولی

محبت سے اللہ تعالیٰ نہ کہ اسانوں کو یاد کر کے ان کی
 خدا اور تعریف کو ہر روز اپنا اور دینا بیگا۔ چہاں کہ عام
 خلق اللہ کو دعا دے اور مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا۔ زبان کو
 نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے پتھم نہ کرے ہر حال میں
 روانت عشر اور سیر و جلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری
 کرے گا۔ ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک نیت
 اور دیکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار
 رہے گا۔ اور کسی بیعت کے دارو ہونے پر اس سے
 ستم نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائے گا۔ اللہ شہم یہ کہ
 اتباع رسم اور مشابعت ہوا ہوسے باز آجائے گا۔
 اور قرآن شریف کی حکومت کو بجلی اپنے اوپر قبول کرے گا
 اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں
 دستور العمل قرار دے گا۔ ہفتہم یہ کہ تکبر اور تجوت کو کئی

جو کو انجام دیا۔ جن گھروں میں بوجہ بیماری کھانا نہیں کھاتا۔ ان کے ہاں کھانا پہنچاؤ اور غریب بیماروں کے لئے درود و ہیزہ کا انتظام کرنا انہی کے سپرد تھا۔ جو بہت بڑی ذمہ داری تھی۔

چھوڑ دیگا۔ اور فریاد اور عاجزی و غم و شغل خلیفہ و علیہی سے زندگی بسر کریگا۔ ہندو مت پر کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیں گے۔ کھلم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض اللہ شتول رہیگا۔ اور جہاں تک جس میں محتاہے اپنی خدا و اطاعتوں اور نعمتوں سے بنی نوزع کو فائدہ پہنچائیں گے۔ دھم یہ کہ اس عاجز سے عفا و غن میں محض اللہ یا قرار اطاعت و معرفت مانہ ہر کر اس پرتا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اسکی نظیر بیوی شتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت متعلق اطلالیں

۲۹ - اکتوبر الحمد للہ اس دن حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت دن بھر صاف اور بشارت رہی۔ بخار نہ ہوا اور شام کے قریب جو ضعف محسوس ہوا تھا۔ وہ بھی بہت کم ہوا۔ رات کو آرام نیند آگئی۔

۳۰ - اکتوبر صبح کے وقت طبیعت اچھی تھی اور بخار نہ تھا۔ آج تا نگہ پر سوار ہو کر حضرت نواب صاحب کی کوشی تک تشریف لے گئے۔ دن بھر بفضل خدا آرام رہا۔ اور رات کو آرام نیند آئی۔ لیکن صبح کے قریب حارث کے کم ہونے اور سردی کے گگ جلنے کی وجہ سے ضعف کا ایک حملہ ہوا۔ جس کے ازالہ کے لئے مقوی ادویات دی گئیں۔

۳۱ - اکتوبر رات کو جو ضعف کا حملہ ہوا تھا۔ اس کو کمزوری پھر عود کر آئی۔ اور کسی قدر بخار پھر ہو گیا۔ یکم نومبر کل دوپہر کے بعد حضور کی طبیعت اچھی طرح رہی رات کو نیند آئی صبح کو طبیعت صاف تھی اور حضور سیر کرنا آگے پڑھنے سے گئے نواب صاحب خلیفہ وزارت اور کمزوری کے جو انتظاموں میں نقص کے باعث اور کوئی شکایت نہیں۔

مذکورہ بالا اطلالیں جناب ڈاکٹر حسرت اللہ صاحب پشاور کی

نظم مغربی محاذ پر اتحادیوں کی فتوحات

پنجاب پبلٹی کمیٹی لاہور کی طرف سے اردو میں جو اخبار "حق" جاری ہے۔ اسی اخبار کے ۱۰ ستمبر کے پرچے میں مغربی محاذ پر اتحادیوں کی شاندار فتوحات کے متعلق چند سہ کی نظمیں لکھنے کی دعوت دی گئی تھی۔ اور سب سے عمدہ نظم کے لئے تیس روپے انعام کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں بہت سی نظمیں آئیں۔ جن میں سب سے اعلیٰ درجہ کی نظم منشی برکت علی صاحب لائین احمدی کی قرار پائی اور اخبار حق نے نتیجہ انتخاب کا اعلان سندھ ذیل الفاظ میں کیا۔ کہ اردو نظموں میں منشی برکت علی صاحب لائین ٹیچر گورنمنٹ سکول کاسرس سب سے بہتر قرار دیا گیا۔ جو کیا لہذا حسن کلام اور کیا بہ لحاظ ترتیب حادثات و ضبط واقعات قابلِ داد ہے۔

ہم مشتق صاحب موصوف کو اس کامیابی پر مبارکباد دینے ہوئے۔ اپنے ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں وہ نظم درج کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

خون نے خون کر دیا فرزین عقل کا
یعنی ہوا کے گھوڑے پہ قیصر سوار تھا
پتہ ننگ کا اور ہی رخ پتھا جا رہا
شہرہ کے اس بسا کا نقشہ پلٹ دیا
کالی جو شاہ جرمنی کی رات ہو گئی
باز می ہیں ایک چال پہ ہی آت ہو گئی
قیصر کو اپنی قوت بازو پہ ناز تھا
اور اتحادیوں کا خدا کا رسا تھا
انوس پرودہ وار حقیقت مجاز تھا
بندہ اُدھر۔ او دھر مرا بندہ نواز تھا
پتے جفا و جود کے سانچے میں ہو گئی
ہاتھ کے حق کے سامنے سب بن گئی

دریائے آرن پر۔ یہ قیامت کا رن پڑا
بھیروں پہ تپن۔ نے بھیریا ہر تیزن پڑا
- ہر تھا کوئی تن زنی سے سر بران پڑا
جرمن سے بھگنے کے سوا کچھ نہ تپا
درٹوں پہ ہم نے خون کے دریا ہوا
سر پہ بنا کے ہوا میں اڑا دیتے
راتے کو تو نے سر عیث سے خیرہ سر کیا
جس ہاتھ سے بیا تھا اسی ہاتھ سے دیا
اکا میوں کا زہر سوا ستر پر پیا
بھاگا ہجوم سے تو نہ رستے میں دم بیا
نکل جرم۔ رزروں کا کھلا کے رہ گیا
غیر ابھی کھلا نہ تھا مڑھیا کے رہ گیا
ہینڈن کو سارا و برگ پہ ناسخ غور تھا
یوڈینرٹ کی عقل میں گو یا فتور تھا
مانا خط مصاف سے مشکل عبور تھا
ان رہنروں کو راہ پہ لانا ضرور تھا
دیگر شکست لینے پر چوٹا گ کر دیا
فتح مبین۔ تانہ یہی تھا گ کر دیا
برطانوی علم لئے نکلے جو دھار کے
چھوڑا بجا روشت کی چوٹائی کو پھاڑ کے
ہر کوہ شل کا۔ کے پھینکا اٹھاڑ کے
دم لیں گے اس نشان کو برن میں کار کے
جرمن ہوائی تلے گریگا جو ٹوٹ پیوٹ
میتھر کی روسی گھڑی تقدیر پھوٹ پیوٹ

الصدقة تطفی غضب الرب

خدا کا غضب بڑک رہا ہے۔ اس کے متعلق آپ حضرت خلیفۃ المسیح کا خط جو پڑھ چکے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ کے غضب کی آگ کو بجھا تا ہے۔ اس کا ایک یہ طریق بھی ہے۔ کہ آپ افضل غیر ستیع احمدیوں اور نیر تبلیغ اسلام کے لئے عزیز احمدیوں کے نام مفت جاری کریں۔ ایک سال۔ ۲ ماہ۔ ۳ ماہ۔ ڈیڑھ ماہ ایک ماہ کے لئے حسب توفیق۔ ہم نے افضل کی طرف سے تین ہزار روپے کے نام نعت قیمت پر اخبار جاری کر دیا ہے۔ اب دیکھتے ہیں احباب اس میں کیا حصہ

الفضل - بخار بھگے - اخبار جاری رہے نام نامی روح انسانی - ان کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فِي رِضْوَانِ عَلِيِّ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

الفضل

قادیان دارالامان ۲ - نومبر ۱۹۱۸ء

خدا کا غضب کھڑک رہا ہے

وہ رحیم و کریم خدا جو اپنی مخلوق سے حمایت و شفقت اور پیار رکھتا ہے۔ وہ شفیق اور مہربان خدا جو ایسے مندوں سے ایسی محبت رکھتا ہے۔ کہ اس کی محبت کے مقابل میں تمام دنیا کی محبتیں ہیچ ہیں۔ وہ عفور و رحیم خدا جو انسانوں کے گناہوں اور بدکرداریوں پر عفور و درگزر کا پمدہ ڈالتا ہے۔ وہ قادر اور توانا خدا جو لوگوں کی سرکشیوں اور خود سریوں سے چشم پوشی فرماتا رہتا ہے۔ اس نے اب کیوں صحیح عالم پر بجائے شفقت اور مہربانی کا میٹھ برسٹلنے کے بجائے محبت اور پیار کی ہوا میں چلنے کے تباہی اور بربادی کی آذھیاں چلا رکھی ہیں۔ اور بجائے سعادت اور درگزر کرنے کے عذاب اور عتاب کے پٹے میں گزار کر رہا ہے۔ اسے خدا سے غافل اور بے پروا لوگوں سے اپنے خالق سے سرکشی اور خود سری اختیار کرنے والے انسانوں سے اپنے مہربان خدا کو بھلا دینے اور فراموش کر ڈالنے والے بندوں سے تم نے غور کیا۔ سوچا۔ اور سمجھا کہ اس کا کیا وجہ ہے؟ کیا باعث ہے؟ کیا سبب ہے کیوں خدا تمہیں مبتلا سے مصائب و آلام کر رہا ہے۔ کیوں تمہارے دلوں سے آرام و اطمینان کا فوز ہو گیا ہے۔ کیوں تمہاری تباہی و بربادی کے ہیبتناک اسباب پیدا ہو گئے ہیں۔ کیوں تم کتوں کی موت مر رہے۔ اور میڑوں کی طرح سٹے جا رہے ہو۔ کیوں تم پر خدا کا غضب کیسے جنگ و جدل کی صورت میں۔ کہیں آتش زدگی۔ اور آتش نشانی کے زنگ میں کہیں ڈوبنے۔ اور غرق کرنے کی شکل میں۔ کہیں قحط اور زلزلہ کے ڈھنگ میں بھرک رہا ہے۔ انشوس اور صد ہزار انشوس کہ تم نے اس کے متعلق کبھی غور کیا۔ کبھی فکر سے کام نہ لیا۔ اور کبھی توجہ

نہ کی اگر تم اس طرف ذرا بھی توجہ کرتے۔ تو تمہیں ان آفات اور مصائب کی وجہ ان تباہیوں اور بربادیوں کا باعث ان ہلاکتوں اور خیریتوں کے زنگ میں بھڑکنے والے غضب خدا کا موجب معلوم ہو جاتا۔ تو تم اپنے بچاؤ اور اپنی حفاظت کا سامان بھی کر سکتے۔ لیکن برا ہو جاسکتا اور بے رحمی کا اور ناس ہو عدم توجہ اور لاپرواہی کا کہ اس نے باوجود خدا کے مرسل اور مامور کے بار بار آگاہ اور متنبہ کرنے کے کچھ نہ سمجھنے اور ذرا غور کرنے دیا دیکھو اس بزرگزیہ انسان نے جسے خدا تعالیٰ نے اپنے واسطے حادثات اور عبرتناک واقعات کی قبل از وقت خبر دینے اور ان کے اثر سے محفوظ رہنے کا طریق بتلانے کے لئے بھیجا تھا یہ کتے زور اور کس صفائی کے ساتھ بتایا۔ کہ وہ آنکھ کے پانی سے یا روکھ کر داس کا علاج آسان اسے غافل و اب آگ برسٹلنے کو ہے اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی تھی کہ کیوں نہ آدیں زلزلے لغتوں کی رہ گم ہو گئی اک مسلمان بھی مسلمان صرف کھلانے کو ہے کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا انصاف کیں زندگی اپنی توان سے گامیاں کھلانے کو ہے کافر و جہاں اور فاسق ہیں سب کہتے ہیں کون ایماں سلف اور اخلاص ہو لائیکو ہے جسکو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانے کو ہے چھوڑتے ہیں دین کو نیلے کرتے ہیں پیار سو کریں و عظ و نصیحت کون کھٹانے کو ہے ہاتھ سے جانتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانے کو ہے غضب الہی کے بھڑکنے کی یہ وجہ بتلا کر جس کے صحیح اور درست تسلیم کرنے میں کسی سمجھا کر کونہ اس وقت انکار تھا اور نہ اب ہے۔ آپ نے اس دل ہلا دینے والی حقیقت سے آگاہ کیا۔ کہ وہ اس سے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائی ہر طرف یہ آفت جہاں ہاتھ پھیلانے کو ہے موت کی رہ سے لیگی اب تو میں کو کچھ مدد ورنہ دین ہی دوستوں کے مدد پر جائیگر ہے

اب جن کی آنکھیں میں دیکھیں۔ جن کے کان میں نہیں اور جن کے دل میں۔ سوچیں کہ کیا وہ وقت آ گیا ہے۔ یا نہیں جنی خبر مندرجہ بالا انسانوں سے آج سے قریباً ۱۲ سال پیشہ ہو چکی تھی۔ مگر آگیا ہے اور یقیناً آگیا ہے۔ تو اسے خدا کو بھلا دینے اور سرکشی و طغیان اختیار کرنے والے انسانوں کا کیا اگر پہلے سن کر نہیں۔ تو اب آنکھوں سے دیکھ کر بھی اس تباہی اور بربادی سے بچنے اور محفوظ رہنے کا تمہیں خیال پیدا نہیں ہوا۔ اور اپنے افعال و کردار پر تشریحی اور مذمت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی کے آستانہ پر چلنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ اگر نہیں ہوتی تو تم سے زیادہ بخت مند خود فراموش نہ کوئی ہو سکتا اور نہ ہوگا۔ اور اگر جہاں سے تو میں نے اور خوب کچھ ہی طرح میں لو کہ وہ خدا جس کے حکم اور نشانہ کے تحت متعارف افعال اور اعمال کے نتیجہ میں آسمان سے آگ برس رہی ہے۔ وہ اب بھی تم سے عفو اور درگزر کر کے تم پر اپنے فضل اور رحم برکات اور انعامات کا میٹھ برسٹل سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کے ہو جاؤ اور اس کے احکام کے نکلے سر تسلیم خم کر دے اور تمہارا تباہ و برباد کرنا مقصود نہیں بلکہ تمہاری اصلاح مطلوب ہے پس اگر تم اپنی اعتقادات میں اپنی اعمال میں اپنی اخلاق میں اپنی عادات میں اصلاح کرو اور بھلائیوں اور برکاتوں کو ترک کر دو تو اب بھی اسکی فیاضات بیکاروں کے مورد بن سکتے ہو۔ دیکھو خدا تعالیٰ ظالم نہیں جا بر نہیں مہربان نہیں بلکہ اپنی مخلوق سے ایسی محبت میں لگا ہوا ہے کہ اگر کسی کو جی شانہ ہی نہیں دیا سکتی۔ پس وہ ہر وقت درگزر و عفو میں معاف کرنے عفو اور درگزر سے کام لینے کے لئے تیار ہے اور اگر تمہارا اس کے زبردست حضرت مسیح موعود کو قبول کر کے اپنی خوشنودی اور رضا حاصل کر لو تو کبھی ذریعہ عفو کے قدر و ثواب کچھ بات پانے اور اس کے غضب سے بچنے کا ذریعہ خیال ہو کر ہنس بزرگیہ خدا کو زبان و قبول کر لینا اس وقت تک کچھ ناچار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے اعمال و افعال کے ذریعہ اس کے احکام اور نشانہ کی حق الاستقامت میں نہ کیوئے۔ اور ہر قسم کے گندوں اور برائیوں پاکیزگی اور پلیدیوں کو ترک کر کے تقویٰ اور طہارت نیکی اور پاکیزگی نہ اختیار کی ہو۔ پھر ہنگام حضرت مسیح موعود کو زبان و قبول کر کے اپنی اعمال و قبول کر کے دنیا ہر ایک کتے فرود ہی ہے۔ اور جب تک ایسا نہ کیا جائے۔ آپ کا قبول کرنا یا نہ کرنا مساد ہی ہے۔ اس سے بچو قبول کرنے کے معنی ہیں انھیں اپنی اعمال اور افعال میں نہ اس تسلیم میں پیدا کرنی چاہئے۔ اور اپنے آپ کو خدا کے ناموں اور اطاعت و شکر و عبادت ثابت کر کے رکھنا چاہئے۔ اور جنہوں نے اپنی قبول نہیں کیا انہیں بدل کر کے اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ ورنہ خدا

انفصل قادیان دارالامان ۲ نومبر ۱۹۱۸ء

خط جمعہ

خدا کے نبی پر ایمان لاؤ کہ غدا سے بچو

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی امیرہ اللہ
فروردین ۱۹۱۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

غافل انسان سوئے
بہت سے لوگ دنیا
ہو کر کی مانند تھے
جسے اس قسم کے پستے
ہاتے ہیں۔ کو ان کی
حالت سوئے ہوئے

آدمی کی سی ہوتی ہے۔ جس طرح سوئے ہوئے
انسان کو اس بات کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ میرے
سر اسے کوئی دشمن بھی مارنے کے لئے کھڑا ہو
یا میرے پاس کوئی عزیز میری ہمدردی کے لئے
بیٹھا ہے۔ وہ اگر اتفاقاً اچھا خواب دیکھتا ہے۔ مثلاً
ہی کہ میں تاجر ہوں بہت سود پیدا رہا ہے۔ خریداروں
کی بھینٹ لگی ہوئی ہے۔ اور جس قدر میں چاہتا ہوں نفع
حاصل کرتا ہوں تو اس خواب کی حالت میں وہ خوشی
سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے ذرے ذرے میں
خوشنوا رہتی ہوتی ہے۔ گو عین اسی وقت اس کا
دشمن تلوار سے نکل کر اس کے سر پر گرا کر اس کو
کھڑا کرے۔ یا وہ خواب دیکھتا ہے کہ میں بادشاہ
ہوں۔ دنیا کے بادشاہ میرے نام سے تشریف لائے ہیں
میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ جو اس کے سے مسلح ہیں
اور کسی کی مجال نہیں کہ مجھے کوئی نقصان پہنچا سکے۔
لیکن ہوسکتا ہے کہ حقیقت میں اس وقت اس
کے عزیز رشتہ دار مصیبت میں گرفتار ہوں اس کا
گھبرائٹ رہا ہو۔ اور اس کے پیارے جہان توڑ رہے
ہوں۔ تو خواب میں ایک زبان ایسی خواب مراد میں

جو سچی اور خدا کی طرف سے نہ ہوں۔ بلکہ نفسانی خیالات
ہوں) انسان بڑے بڑے خیالی پلاٹ چکا رہا ہوتا
ہے۔ خوشی اور سرت سے پھولا نہیں سماتا۔ بڑے
بڑے سبز باغ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت
حظرہ کے مندر میں سخت شکلات سمکے بھنور میں اور سخت
مصائب کے راترہ میں گھرا ہوتا ہے۔ اس کے
بالمقابل دوسری طرف ایک شخص کی خواب میں تو یہ
حالت ہوتی ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ میں ایک بڑے
سمنار میں غوطہ کھا رہا ہوں۔ جہاں ڈوب رہا ہے
کوئی ایسی چیز نہ دیکھتا ہے جس سے سہارا لے کر زندہ
رہ سکوں۔ چاروں طرف ایسی ہی مایوسی گھیرے ہوئے
ہے۔ اور سمندر کی تکی طرف جا رہا ہوں اس حالت
میں اسکو خیال پیدا ہوتا ہے کہ مجھکو چھلی بھگی جانگی
اس خیال سے وہ کانپ اٹھتا۔ اور گھبرا کر صبح مارتا
ہے۔ لیکن جب وہ ایسی ڈراؤنی خواب دیکھ کر
گھبرا پھلج مار کر اٹھتے۔ تو کسی نہایت شفیق اور پیار
کرنے والے کو اپنے پاس پاتے۔ جو اس پر ہزار جہاں
سے تزیان ہونے کے لئے تیار ہو۔ لیکن جس طرح
پہلا شخص اصل حقیقت سے ناراض ہوا کہ شخص نفسانی
خیالات اور دوسری نظاروں پر پھولا نہیں سماتا اسی طرح
یہ اصلیت سے انسان رہ کر ڈراؤنے نظاروں سے
گھبرا اٹھتا۔ اور کسی کو اپنا پیار و مددگار نہیں سمجھتا۔

دنیاوی معاملات میں انسان کی حالت

یہی حال دنیاوی معاملات
میں بھی ہوتا ہے بہت
لوگ اپنی ترقیات اور
حما سناات اور کامیابیوں
کے خیالات سے بھول جاتے ہیں۔ کامیابیوں کے سبز
باغ ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ اور وہ اس حالت
میں پھولے نہیں سماتے۔ حالانکہ ہلاکت ان کے پاس
کھڑی ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے کامیاب
ہو رہے ہیں۔ اور ابھی سارا مقصد حاصل کر لیں گے مگر
خدا کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ تم شکست کے گڑھے
میں گر رہے ہو۔ اور ان کے بالمقابل بعض ایسے
ہوتے ہیں کہ ان کی دنیا میں تمام توقعات قطع ہو چکی ہوتی

میں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی ہمدرد اور غمگسار نہیں
ہم تباہ و برباد ہو گئے ہیں اور ہمارے بچنے کا کوئی
طریق نہیں۔ لیکن ایک امید کا رستہ ان کے لئے کھول
دیا جاتا ہے۔ اور وہ خوشی کی جھلک دیکھتے ہیں۔ جو خدا
کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ جب انسان سب سے
تلی ہو کر خدا کی طرف دیکھتا ہے۔ تو خدا کہتا ہے کہ میں
تیری مدد و نصرت کا موجود ہوں میں تجھے تباہ نہیں
ہونے دوں گا۔

خدا ہی مصائب کے وقت مدد کرتا ہے۔

تو ایک شخص خواب میں ڈوب
رہا ہوتا ہے۔ اور نہیں جاننا
کہ میرے بچاؤ کی کوئی صورت
ہے حالانکہ ممکن ہے کہ اسکا
کوئی شفیق اسے گویں سے بیٹھا ہو۔ اور جس طرح ایک
شخص خواب میں عمدہ نظارہ دیکھ کر بڑا خوش ہو رہا ہوتا
ہے۔ حالانکہ ہوسکتا ہے اس وقت اس کا دشمن اسے
ہلاک کرنے کے لئے سر ہانے لگتا ہو۔ اسی طرح وہ
شخص جو خدا سے دور ہوتا ہے۔ سمجھتا ہے کہ میں کامیاب
ہو چکا ہوں گا۔ اور ہر قسم کے فوائد حاصل کر لوں گا لیکن تباہ
برباد ہو جاتا ہے۔ اور وہ جو تباہی و بربادی کے وقت خدا
موجود چھک جاتا ہے بچا لیا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے
بندے کی مدد کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔
دیکھو ایک بچہ جب ڈراؤنی خواب دیکھ کر پھینتا اور پٹہ پٹا
اٹھتا ہے۔ تو اسی وقت اس کی ماں بھاگتی ہوتی
آتی ہے۔ اور کہتی ہے میرے بچے تجھے کیا ہوا۔ اور
پیار سے گود میں اٹھا لیتی ہے۔ وہ تو دیکھ رہا ہوتا ہے
کہ میرے دشمن مجھے نکل کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔
حالانکہ اس وقت اسکی ماں اسپر جھکی ہوئی شفقت اور پیار
سے پوچھ رہی ہوتی ہے۔ کہ تجھے کیا ہوا۔ تو کیوں رقا
ہے۔ اسی طرح انسان جب ہلاکتیں اور تباہیاں دیکھ کر
گھبرا اٹھتا ہے۔ اور اپنے ساتھ موت ہی موت دیکھتا
ہے۔ تو اس وقت خدا اسپر جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس
ماں سے بھی زیادہ شفقت اور پیار کرنے کے لئے تیار
ہوتا ہے۔ ڈراؤنی خواب دیکھ کر رونے اور بیٹلا والا
بچہ جب اٹھتا ہے۔ تو جلد ہی سے جلد ہی اپنی ماں کی گویں

جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جب ماں اسے گود میں
 ڈھالتی ہے۔ تو بھی نادان بچہ روتا ہے۔ مگر اس وقت
 اس کا رونا خوف اور خطرہ کا رونا نہیں ہوتا۔ بلکہ خوشی کا
 رونا ہوتا ہے۔ لیکن انسان رونا ہرگز بجا نہ ہو کر اور
 ایک عمر گزار چکنے کے بعد جب مصائب اور شکستیں
 گرفتار ہوتا۔ تباہی اور بربادی کے نظارے دیکھتا
 ہاکتا اور موت کے منظر شاہد کرتا ہے۔ تو چیخا چلا
 بے سگر خدا کی طرف نہیں جھکتا۔ اس کی پناہ نہیں
 ڈھونڈھتا۔ اور اس کی آغوش میں آنے کی سعی نہیں کرتا
 نادان بچہ روتا ہے اور روتا ہے۔ اور انسان بھی مصائب
 میں گرفتار ہو کر روتا ہے۔ لیکن بچہ جب ماں
 کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ تو وہ رنج و خطرہ کا رونا
 چھوڑ کر خوشی کا رونا روتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک
 دنیا بھر کی تکالیف کا علاج اگر کوئی ہے تو ماں کی آغوش
 ہی ہے۔ اور جب وہ سمجھتا ہے کہ میں اس آغوش
 میں پہنچ گیا تو پھر ساری دنیا کی بلائیں میرا کچھ نہیں بگاڑ
 سکتیں۔ گھبراہٹ مٹا دیتا ہے۔ حالانکہ خدا اس کے پاس
 ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں بھی وہ روتا ہے۔ اولاً سگا
 بچہ رونا بچہ کی طرح خوشی کا رونا نہیں ہوتا۔ بلکہ خطرات
 کا رونا ہوتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خدا کی آغوش
 اس کے لئے کھلی ہوتی ہے۔ تاہم خدا کی آغوش میں
 وہ خطرات اور مصائب سے اپنے آپ کو محفوظ
 نہیں خیال کرتا حالانکہ ماں کی خدا کے مقابلہ میں کیا
 حیثیت ہے کہ جس کی گود کو ایک نادان بچہ ہر قسم کے
 خطرات سے بچنے کا جگہ سمجھتا ہے۔ اور اس میں
 پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

خدا کی اپنے بندوں کی محبت
 جنگ ہرگز کا واقعہ ہے۔ رسول
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 یہ کہ ایک عورت گھبرائی
 ہوئی پھر رہی تھی۔ آپ نے
 صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تم جیسے بڑے عورت کیوں
 گھبرائی ہوئی پھرتی ہے۔ اس کا جواب ہے۔ جو اس سے
 جدا ہو گیا ہے۔ یہ اس کو تلاش کرنے جارہی ہے۔ اسکو
 دنیاں سے گرجنگ دن ہے۔ اور وہیں چل رہی

ہیں۔ کہیں میرا بچہ ہلاک نہ ہو جائے۔ یا غلام بنا کر
 بیچارہ ہوجائے۔ اور پھر خدا جانے کس کس ملک میں
 مارا مارا پھرنے۔ یہ ہر ایک بچہ کو جو اسے دیکھتا ہے
 دیتا ہے۔ سینے لگاتی ہے کہ شاید یہی میرا بچہ ہو۔
 فرمایا۔ ہنرے دیکھا کہ اس کو اپنے بچہ کے کھوئے
 جانے کا کس قدر کرب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ
 کو اپنے بندے کے گم ہونے سے اس کی کہیں
 زیادہ کرب ہوتا ہے۔

**خدا کی محبت کے مقابلہ میں سچی بات
 ہر ایک کی محبت سچ ہے**

اور بات
 کیا۔ اللہ کی محبت اور اللہ کی آغوش واقعی ایسی آرام
 کی جگہ ہے جس کی کسی کے ساتھ مثال ہی نہیں کی جاسکتی
 سچ ماں کی آغوش کو تمام جہان کے دکھوں سے آرام پانے
 اور ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہنے کی جگہ خیال کرتا
 ہے۔ لیکن وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ ماں کی حقیقت
 ہی کیا ہے۔ ایک چہرہ ہی اسے دھکا سکتا ہے
 یا بیوہ عورت دیکھ کر غلام حملہ کے لوگ ہی اسکو گھر کو
 نکال دیتے۔ یا طرح طرح کے دکھ دیتے ہیں۔ اور
 وہ روتی ہوئی بچہ کو سے کربے خانہاں ماری ماری
 پھرتی ہے۔ اور کچھ نہیں کر سکتی۔ مگر خدا وہ خدا ہے
 کہ جو انسان اس کی آغوش میں چلا جاتا ہے۔ اس کا
 ساری دنیا ملکہ بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ کوئی طاقت
 اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور کوئی قوت اپر
 غلبہ نہیں پاسکتی۔ اس لئے حقیقی اور پورے امن و
 آرام کی آغوش ایک اور صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ
 خدا تعالیٰ کی آغوش ہے۔ پس آغوش اور خدا کی آغوش
 سے کیا نسبت۔ لیکن امنوس اور حیرت کا مقام ہے کہ
 ایک نادان بچہ تو مصیبت اور خطرہ کے وقت اپنی
 ماں کی آغوش کو ڈھونڈھتا ہے۔ لیکن سمجھدار اور بزرگوار
 انسان دکھوں اور مصیبتوں میں خدا کی آغوش میں
 آنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ جیسا آرام و سائش
 اس میں مل سکتا ہے۔ اور کہیں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ

جیسا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان اور رحم کرنا والا
 ہے۔ ایسا کوئی نہیں ہے۔

خدا کا اپنی مخلوق سے سلوک

اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین
 الرحمن الرحیم۔ مآلات یوم الدین اے انسانوں خدا
 سوچو تو سہی کہ تمہارا کس سے تعلق ہے۔ اس اللہ سے
 تعلق ہے جو ساری سچی تعریفوں کا مالک ہے۔ پھر وہ ظالم
 اور جابر نہیں۔ بلکہ رحمن اور رحیم ہے۔ وہ اپنی چھوٹی سے
 چھوٹی مخلوق کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ اگر جنگل میں رہنے
 والے میٹھیوں کے لئے رزق مہیا کرتا ہے تو ہوا میں رہنے
 والی مخلوق بھی اس کی ہی ہوتی رزق کھانے میں سگزیں
 میں پوشیدہ رہتے اسے جانوروں کو ان کی خوراک
 پہنچاتا ہے۔ تو پانی میں رہنے والے جانوروں کو بھی وہی رزق
 دیتا ہے۔ غرض ہر ایک مخلوق کے لئے اس نے سامان
 زیست مہیا کیا ہوا ہے۔ اور اسے پہنچا دیتا ہے۔ کیا ایسا مہربان
 خدا انسان کے لئے آرام و سائش کا سامان نہیں کرے گا۔
 عوز کرور مثلاً ایک شخص کے ہاں کوئی مہمان چلے۔ اور
 میزبان اس کے نوکروں کے لئے حمزری چیزیں۔ اس کی
 بکریوں کے لئے پتے۔ اس کے گھوڑے کے لئے گھاس۔
 اس کے اونٹ کے لئے کانٹے دار جھاڑیاں۔ اس کے
 کتوں اور بلیوں کے لئے گوشت۔ غرض جتنے نوکروں
 جس قدر جاندار اس کے ساتھ ہوں ان سب کے لئے
 آرام و سائش کی چیزیں مہیا کرے اور سب کو کھانے پینے
 کی چیزیں دے۔ تو کیا ایسے میزبان کی نسبت یہ خیال کیا
 جاسکتا ہے کہ وہ اپنے مہمان کے ٹھہرنے کے لئے
 مکان کا۔ اس کے کھانے کے لئے خوراک کا۔ اس
 کے آرام کے لئے بستر کا اور اس کی دیگر ضروریات
 کے پورا کرنے کا انتظام نہیں کرے گا۔ ہرگز نہیں کیونکہ
 وہ اپنے مہمان کی خاطر اس کے ساتھ کی ہر ایک چیز
 آرام پہنچا رہا ہے۔ تو خود اسکو کیوں نہ پہنچا دے۔ پس ایسے
 میزبان کی نسبت بجز باگل کے کوئی شخص خیال نہیں
 کہ وہ اپنے مہمان کو کھو کر رکھیگا۔ یا اس کے آرام
 لئے کوئی انتظام کرے گا۔

اس بات کو مد نظر رکھ کر دیکھنا چاہئے کہ کیا وہ خدایں نے تمام مخلوق کے لئے سامان پیدا کئے ہوئے ہیں۔ جس نے پھروں کے لئے ساپوں کے لئے بچھوڑوں کے لئے کتوں کے لئے شیروں کے لئے رزق پیدا کیا ہو ہے۔ ان کے آرام کے سامان مہیا کئے ہوئے ہیں۔ کس طرح گھما جاتا ہے کہ وہ ان سب سے اشرف اور اعلیٰ مخلوق (انسان) کے لئے رزق مہیا نہیں کرے گا۔ یا اس کے آرام کے سامان پیدا نہیں کریگا اس نے سب کچھ کیا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح ایک نادان اور کم عقل انسان اپنے نہایت مہربان اور خاطر تواضع کرنے والے میزبان سے رڈ کر چلا جاتا ہے۔ اور اس کی میزبانی کو رو کر کے اس آرام اور آسائش سے محروم ہو جاتا ہے جو وہ اسے پہنچانا چاہتا ہے۔ اسی طرح ناسمجھ اور ناشکر انسان خدا تعالیٰ سے جنگ کر کے اس سے منہ موڑ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے آرام کے اسباب سے فائدہ اٹھانے سے بے نصیب رہ جاتا ہے۔ پس گزاران باوجود اس خاطر اپنے میزبان سے رڈ کر چلا جائے۔ تو یہ اسکی بیوقوفی ہوگی۔

انسان کی خدا سے لڑائی

کبھی نہیں لڑتا۔ جو کچھ وہ اسے کھانے کو دیتا ہے کھا لیتا ہے۔ اور اگر بھوکا بھی رہے۔ تو بھی اس کے دروازے کو نہیں چھوڑتا۔ مگر انسان خدا سے لڑتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا کی کیا پرواہ ہے۔ مگر یہ بات اکثر انسان زبان سے نہیں کہتے۔ بلکہ عمل سے کہتے ہیں۔ پس جب انسان خدا سے لڑتے ہیں۔ اس کے حکموں کو توڑتے ہیں۔ اور اسکی نعمتوں کی بی قدری کرتے ہیں۔ تو اپنی طرح طرح کے عذاب آتے ہیں۔ بیماریاں پڑتی ہیں۔ زلزلے اور سیلاب آتے ہیں۔ لڑائیاں ہوتی ہیں۔ عذاب پڑتے ہیں۔ اور ناشکر گزار لوگ تباہ و برباد کئے جاتے ہیں۔ ان کے مال و اسباب برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کے عزیز و خویش ہلاک کئے جاتے ہیں۔ یہ کیوں اس لئے کہ جب خدا کسی نعمت اور کسی انعام اور کسی بخشش کرنے میں

ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ تو پھر جو ایسے مہربان اور رحم کرنے والے خدا سے منہ موڑتے۔ اور نہ صرف منہ ہی خود کھینچتے ہیں۔ بلکہ لڑائی مول لیتے ہیں۔ انہیں اس ناشکر گزار کی کاڑھ چھلے۔ چونکہ خدا تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ اور ان کو کسی نعمت کے دینے میں بغل نہیں کرتا۔ مگر یہ اس سے لڑائی مول لیتا ہے۔ اور اس سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ پھر وہ اس کی سزا بھگتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی حالت

اس زمانہ میں بھی یہ نفاذ رہا ہے۔ اساتذہ موجود ہیں۔ کہ چونکہ بہت سے لوگوں نے خدا سے لڑائی شروع کر دی تھی اور خدا سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ اس لئے خدا نے ایک بنی کو مبعوث کرنا ضروری سمجھا جو انہیں بتائے کہ تمہاری تمام تکلیفوں اور مسیبتوں کا علاج خدا اور صرف خدا ہی کے پاس ہے لیکن کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ ایک بچہ جو اپنی ماں کو روٹھ کر اس کی گور سے نکلتا اور تو مان کے صرف اتنا کہہ دینے سے کہ بتو آیا اور ڈر کر اس کی چھاتی سے لپٹ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ تو جھوٹ موٹ کا ہوا ہوتا ہے۔ مگر اس بچہ پر اس قدر اثر کرتا ہے۔ کہ اپنی تمام ناراضگی کو بھول جاتا ہے۔ اور اپنی ماں کی گور کو ہی اپنے لئے جلتے حفاظت سمجھتا ہے۔ لیکن انسانوں کے سامنے پرچ مچ کے ہوتے عذابوں کی صورت میں آتے ہیں۔ اور خدا کا بنی بار یا ماور بڑے زور سے ان کے آنے سے پہلے اطلاع دیتا ہے۔ تاکہ انسان اپنے خالق اور مالک کو راضی کر لیں۔ اور اس کے آگے حجاب جائیں۔ مگر یہ نہیں ڈرتے۔ اور اتنا تکبر دکھاتے ہیں کہ خدا کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں تو خط کی مصیبتیں اٹھائیں گے۔ مگر مہربان خدا کی آغوش میں نہیں جائیں گے۔ زلزلوں اور بیماریوں سے اپنے ساتھیوں کو تباہ و برباد ہوتا دیکھیں گے۔ مگر خدا کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ زلزلوں سے۔ سیلابوں سے۔ خانہاں بڑھ ہو جائیں گے۔ مگر خدا کی پناہ میں نہیں آئیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ باوجود ان کی ایسی سرکشی کے پھر بھی تمام کے تمام انسانوں کو ہلاک نہیں کرتا۔ نہ ان

کی زینت کے تمام سامانوں کو بالکل تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ بلکہ بہت سوں کو ہرمت حاصل کرنے کے لئے زندہ رکھتا ہے۔ اور کچھ نہ کچھ سامان ان کی تربیت کے پیدا کرتا رہتا ہے۔ لیکن کیسا روئے کا مقام ہے کہ ایک بچہ جو نادان ہے۔ وہ تو اتنی دانائی کرتا ہے۔ کہ جب کوئی خوف و خطر دیکھتا ہے۔ تو اپنی ماں کی آغوش میں جاتا ہے۔ لیکن انسان وانا ہو کر مصائب اور آلام کے وقت رکھ اور بھلائی کے وقت خدا کی آغوش میں جلتے سے الگا کر دیتا ہے۔ اور جو خدا کی طرف جاتا ہے اس پر مہربانی اور شکر کرتا ہے اس حق اور مجنوں بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ان کہنے کو تو کہہ دیتا ہے کہ خدا کی ضرورت نہیں جاتا کہ جس زبان سے وہ یہ بات کہتا ہے۔ وہ بھی خدا ہی کی دی ہوئی ہے۔ اور دوسری تمام چیزیں جن کی وجہ سے یہ خدا کو بھولا ہوا ہے۔ وہ بھی سب خدا ہی کی دی ہوئی ہیں یہ ایسی ہی بات ہے کہ جیسے ایک کمزور اور ناتواں انسان کسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ مجھے تمہارے سہارے کی ضرورت نہیں حالانکہ اس کے سہارے بیٹوہ کھڑا نہ رہ سکے۔

خدا سب کو ہلاک کیوں نہیں کرتا

سنت ہے کہ وہ اپنے سے جاگنے والے سرکشوں اور اپنے دشمنوں کو بھی رزق پہنچاتا اور مہربان دیتا ہے۔ اور یہ اسکی رحمت کا نشان ہے۔ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن خدا کے دشمن تھے۔ اور جس چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ اس لئے خدا کا بھی دشمن تھا۔ مگر خدا اسکو رزق دیتا تھا۔ کیوں اس لئے کہ آخر خدا تو اسی کا بندہ ہے۔ پس وہ لوگوں کو عذابوں میں ڈالتا۔ مصائب میں جکڑتا ہے۔ اور قحطوں میں گرفتار کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی ربوبیت بھی کرتا ہے۔ تاکہ تمام کے تمام ہلاک نہ ہو جائیں۔ پس یہی وہ بات ہے۔ جس کے باعث وہ سب کو ہلاک نہیں کرتا۔ کہ آخر میں تو یہی ہی بندے۔ اور میری ہی مخلوق۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا رحم مہربان کے وقت بھی انسان کو نہیں

چھوڑتا۔ بلکہ خدا کی طرف سے جو سزا آتی ہے وہ بھی اس کا رحم ہی ہوتا ہے۔ تاہم میرے پاس اور بڑے عذاب کے سچ سچ انبیاء کے دشمن خدا سے بڑا زمانہ میں انسان خدا سے بڑا ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ موٹھ لیتے ہیں۔ خدا ان پر یہ رحم فرماتا ہے

انبیاء کے دشمن خدا کے دشمن ہوتے ہیں

کہ ان کی بھلائی کی خاطر نبی جو بڑا ہے۔ جو ان کو خدا کی طرف بلا تلبہ۔ مگر دنیا کے لوگ دنیا کی طرف لیسے جھکے ہوتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اور اگر کرنے میں تو اس کی مخالفت اور دشمنی کئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ اس کی دشمنی اس کی دشمنی ہوتی ہے۔ بلکہ خدا اس کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت پرزاد صاحب کے دشمن آپ کی مخالفت نہیں کرتے۔ حضرت سچ کے دشمن حضرت سچ کے دشمن نہیں تھے۔ اور حضرت موسیٰ کے مخالف حضرت موسیٰ کے مخالف نہیں تھے۔ بلکہ وہ اس چیز کے دشمن تھے جو وہ دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے اور وہ کیا تھا۔ وہ خدا اور اس کا کلام تھا۔ پس انبیاء کے دشمن ان کی ذات کے دشمن نہیں ہوتے۔ بلکہ خدا کے دشمن ہوتے ہیں۔ انبیاء تو گناہی میں رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ بہ نسبت دنیا میں ظاہر ہونے کے۔ لیکن خدا انکو گناہی سے کھینچ کر دنیا کے سامنے لاتا ہے۔ پس چونکہ ان کو اپنی بڑائی منظور نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا کی بڑائی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی مخالفت ان کی مخالفت نہیں تھی۔ بلکہ خدا کی مخالفت تھی۔ اور ان کے مخالف خدا کے مخالف تھے۔ اور جو اس قدر مخالفتوں۔ اور عنادوں کے جو وہ خدا کے نبیوں کے بالواسطہ خدا کے ساتھ کرنے رہے۔ خدا پھر بھی ان پر رحم فرماتا رہا

جو وہ زمانہ میں پہلے کی نسبت کیوں سخت عذاب رہے ہیں

اب غور کرنا چاہئے کہ وہ خدا جو اپنی مخلوق کے ساتھ ایسا مہربان اور رحم کرنے والا ہے اسے اب ہو کیا گیا

کہ دنیا کو طح طح کے عذابوں میں مبتلا کر کے تباہ کر رہا ہے کوئی عقلمند جب اپنی بیوی اپنے بچوں۔ اور اپنے بھائیوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ان کے گلوں پر چھری نہیں پھیرتا۔ اور پڑ

دوست کو قتل نہیں کرتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ خدا جو اپنے بندوں پر ایسا رحم اور مہربانی کرنے والا ہے۔ کہ اس کے رحم کے مقابلہ میں کسی کا رحم بھی پیش نہیں کیا جاسکتا۔ وہ کیوں دنیا پر طرح طرح کے عذاب بھیج رہا ہے۔ کہیں تھپے دنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ کہیں قتل و غارت کا زور شور ہے۔ کہیں ظالموں سے ہلاکت پھیل رہی ہے۔ اور کہیں ایسی ہی بیماریاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ جو اس کو قبل کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔

پس جبکہ خدا قافی طرح طرح کی آفات بھیج رہا ہے۔ خدا اس نے کھینچ لیا ہے۔ وہ ان میں اس نے پھیلا دی ہیں جگہیں اس نے شروع کر دی ہیں تو آخر اس کی کچھ وجہ تو ہونا چاہئے۔

اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ رحم کرنے والا خدا بدل گیا۔ اور اسکی جگہ (غور بالمشا) کوئی سفاک اور ظالم خدا آگیا۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ خدا میں ہرگز کوئی تغیر نہیں آسکتا۔ اس لئے آج بھی وہی خدا ہے۔ جو آج سے قبل تھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اب انسان وہ انسان نہیں رہا جو آج سے قبل ہوتے تھے۔ اور جن پر خدا رحم کیا کرتا تھا بلکہ اس زمانہ کے انسانوں نے اپنی حالت کو بدل لیا ہے۔ جو اچھے تھے وہ مر گئے اور ظالم و سفاک اور دین سے لاپرواہ اور تقویٰ سے بے خبر اور گندے لوگ رہ گئے ہیں۔ پہلی وجہ چونکہ درست نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہی درست ہے۔ اور وہ حقیقت بات بھی یہی ہے۔ کہ موجود انسانوں نے ایک بڑی تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی ہے اور چونکہ وہ خدا ان کے لئے اتنے لاپرواہ اتنے دور اور اتنے سیرکش ہو گئے ہیں جتنے اس زمانہ سے پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ اس لئے ان پر ہر قسم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کے ایسے دروازے کھول دیئے گئے اور عذاب کے ایسے گتے چھوڑ دیئے گئے جیسے ان سے پہلے لوگوں پر کبھی نہیں چھوڑے گئے۔

پس یہ خیال بالکل غلط ہے۔ کہ (غور بالمشا) خدا بدل گیا ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے انسانوں کی حالت نہایت خراب ہو گئی ہے۔ وہ نسل جو اچھی تھی گری

اس کے بعد جو پیدا ہوئے وہ اچھے نہیں۔ خدا تو ازلی و جاہل ہے۔ اس لئے اس میں کوئی نقص نہیں پیدا ہو سکتا۔ لیکن انسان چونکہ قافی استی ہے۔ اس لئے نیکوں اور اچھے لوگوں کے مرنے کے بعد بڑے اور بدکار پیدا ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی ہو رہے ہیں۔

خدا کی طرف سے عذاب کیوں آتے ہیں

اب چونکہ انسان نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اس لئے انھیں آفتوں میں ڈالا گیا۔ خدا کی ہی آغوش

میں آئیں۔ اور خدا کی آغوش کے سوا دنیا میں کہیں امن نہیں پس اب امن حاصل کرنے اور مصائب و آفات سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ یہ کہ خدا کے دروازے پر گڑ بڑیں کیونکہ جو خدا کے دروازے پر گڑ بڑے وہ کبھی ہلاک نہیں گئے۔ تاہم اسکی شاہد ہے۔ دیکھو اہل عرب نے خدا کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ اس سے ٹھنڈے موٹھے چکے تھے۔ اس پر خدا نے ایک بنی کے ذریعہ ان کو اپنی طرف بلایا۔ اور ایسے وقت میں بلایا جبکہ ان کی حالت بہت بری تھی۔ اور چونکہ انھوں نے خدا کی طرف آنے کی بجائے اس سے اور زیادہ سرکشی کی اس لئے خدا تعالیٰ نے انھیں سیدھا کرنے کے لئے خدا بلوں میں گرفتار کیا۔ لیکن جب وہ خدا کی طرف آگئے تو ان تمام ذلتوں کو عزتوں سے تمام ہلاکتوں کو خوشحالیوں سے بدل دیا۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کی قوم کے ساتھ کیا گیا جب وہ خدا سے دور اور اسے چھوڑ چکے تھے۔ تو ہر قسم کی ذلت اور رسوائی میں گرفتار کئے گئے۔ ان کے رٹکے قتل کئے جاتے تھے۔ ان کی عورتیں بے عصمت رہے آبرو کی جاتی تھیں اور فرعون طرح طرح کی ذلتیں ان پر روا کرنا تھا۔ لیکن جب وہ حضرت موسیٰ کے ذریعہ خدا کے آگے جھک گئے تو پھر ایک طرف انھیں ذلیل و رسوا کرنے تکلیفیں اور دکھ پہنچانے والے فرعون اور اسکی قوم کا جو کچھ انجام ہوا اسے دیکھو اور دوسری طرف ان کی حالت دیکھو کہ نہایت ذلیل اور رسوائی کی زندگی سے نکال کر حکمراں بنا دیئے گئے

اسی طرح حضرت یسٰی کی قوم کو دیکھو ایک دن تلو اسپرہ آیا کہ بڑے بڑے دکھوں اور مصیبتوں میں گرفتار کی گئی۔ حتیٰ کہ اس کے خاص ممبر میں سور کو ذبح کیا گیا۔ مگر خدا نے آخر انھیں

کو حکومت دہلی۔

عذاب بھی تم کے تقاضا سے بھیجا جاتا ہے

پس خدا جب عذاب نازل کرتا ہے تو اس سے نہیں بچتا۔ اور نہ یہ امدھار جہ سے کہ "شکھ سیرھیا جی شکھ سیر کھا جا" کا حساب ہو سکتے ہیں کوئی بیوقوف رہا تھا اتنے اپنے حدود و ریاست میں حکم جاری کر رکھا تھا کہ ہر ایک چیز شکھ سیر کے ایک پھیلے سے اپنے گرد کر لیا کہ ہر ایک اس ریاست میں چلے رہا ہے بڑا بڑا ہے۔ ہر ایک چیز شکھ سیر جی ہے۔ ہم خوب سیر ہو کر سٹھائی وغیرہ کھا یا کریں گے۔ گردنے کساواں ہمیں جانا چاہئے کیونکہ اگر شکھ سیر پر مشورہ کوئی نہ کرے مصیبت آئیگی لیکن پیدا ہوا کر کے ٹیگیا اور کچھ دن تک خوب مٹھائیاں کھائیں۔ اور نوبت ہوتے تازے ہو گئے۔ آخر اتفاق ایسا ہوا کہ ایک شخص نے کسی کو قتل کر دیا۔ قاتل کو گرفتار کر کے چھانسی کا حکم دیا گیا۔ جب اسے چھانسی دینا ہی تو جلاوڑے کہا۔ چونکہ اسکی گردن پٹی ہے۔ اس لیے چھانسی کا رس اسکی گلے میں پوری نہیں آتی۔ راجے نے کہا اسکی بجائے کسی سوتی گردن واسے کو تلاش کر کے چھانسی دیدو۔ آخر کسی کو تو چھانسی دینا ہی چاہئے۔ اسپر گردھ صاحب جن کی گردن سوتی تھی۔ پھر لکھ چھانسی دیدیے گئے۔ یہ ایک غلم و جبر کی کماوت مشہور ہے۔ اور ممکن ہے کسی ملانی اور جہالت کے پیشے نے ایسا کیا بھی ہو۔ لیکن خدا کی نسبت اس قسم کا خیال بھی دل میں نہیں لایا جاسکتا وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی رحیم و کریم ہے۔ اور کسی پر ایک ذرہ بھر ظلم روا نہیں رکھتا۔ وہ ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی بات کا پورا پورا علم رکھتا۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس لیے اس کی طرف سے کسی پر ظلم نہیں ہو سکتا۔ جب یہ بات ہے تو پھر آجکل جو دنیا میں قتل و قدرت تباہی و بربادی ہلاکت اور طونیز می ہو رہی ہے۔ نئی نئی بیماریاں اور وبا میں پھیل رہی ہیں مطلقاً درد لڑے آرہے ہیں اسکی کیا وجہ ہے۔ یہ تو میں بتا آیا ہوں اور بتانے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک وہ انسان جسے ذرا بھی عقل سے حصہ ملا ہے جانتا ہے۔ کہ خدا ہمیں بدلا۔ اور نہ وہ بدلتا ہے۔ وہ جسے پسے تھا۔ ویسے ہی اب بھی ہے۔ اس سے یہی ماننا چرچا۔ کہ مخلوق کی حالت ہی نہایت خراب ہو گئی ہے۔ اسی لیے یہ عذاب آرہے ہیں۔ پس پھر شرابی ہلاکت

ہے۔ اور غیر معمولی عذاب جس کی اس سے پہلے کوئی نظیر نہیں پائی جاتی۔ بلا وجہ نہیں۔ اور نہ ہی اچانک بلا اطلاع آگیا کہ خدا تعالیٰ کی قہر سے سنت ہے۔ کہ عذاب بھیجنے سے پہلے لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ تلبے۔

عذاب سے پہلے رسول کے آنا لازمی ہے

اسی ایک رسول اپنے اس قانون کے ماتحت بھیجا کہ ماکنا مہلا ہی جتنی مذمت رسول کا ہم کبھی عذاب نہیں دیتے۔ جب تک کہ پہلے رسول نہ بھیج لیں۔ اب وہ لوگ جنہوں نے موجودہ عذاب سے پہلے اپنے اسے رسول کو نہیں بھیجا۔ اور قبول نہیں کیا انہیں تلاش کرنا چاہئے۔ کہ عذاب تو موجود ہے۔ جو اپنی زمین میں معمولی نہیں۔ بلکہ غیر معمولی ہے۔ پھر وہ رسول کہاں ہے جو خدا تعالیٰ کے مکرورہ بالا قانون کے مطابق عذاب سے پہلے آنا چاہئے تھا۔ اور اگر کہیں کہ خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ تو کیا وہ خدا کو چھوڑنا تسلیم نہیں کریں گے۔ پھر کیا وہ قرآن کو چھوڑ دیں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ کہ عذاب کے قبل میں رسول بھیجتا ہوں۔ اور جب تک کہ آنے والی ہلاکت سے متنبہ کرنے کے لیے رسول نہ آئے میں عذاب نہیں دیتا۔ مگر یہاں عذاب تو مختلف شکلوں میں موجود ہے اور تباہی ہر طرف اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ رسول کا پتہ نہیں۔ کم از کم قرآن کے ماننے والوں پر تو یہ حجت ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ہی یہ قانون مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت تک عذاب نہیں آتا جب تک کہ رسول نہ آئے پس اب جبکہ عذاب آگیا ہے۔ اور عذاب بھی ایسا ہے۔ جو عالمگیر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کا رسول آچکا ہے۔ اور رسول بھی کوئی معمولی رسول نہیں۔ بلکہ وہ بھی تمام دنیا کے لیے رسول ہے۔ اور اس کا تعلق صرف ایک خطہ زمین سے نہیں۔ بلکہ تمام روئے زمین کے باشندوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس وقت تباہی ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس لیے وہ رسول بھی ساری دنیا کے لیے ہے۔ اور یہ ہم نہیں کہنے۔ بلکہ خدا اکتا ہے۔ پس غور کرو کہ یہ کیسا خوفناک وقت ہے۔ ایک عذاب بھی بھیجا نہیں چھوڑتا کہ دوسرا اس سے بھی سخت آ موجود ہوتا ہے۔ طاعون ابھی گئی نہیں کہ اس کے علاوہ ایک اور نہایت خطرناک مرض

خدا کا عذاب دنیا ظلم نہیں

دنیا میں یہ جو قسم قسم کی ہلاکتیں اور تباہیاں آرہی ہیں۔ ان کے لایکا موجب کیا ہوا ہے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے

مزدار ہو گیا ہے۔ جس نے طاعون کا کام سمجھا لیا ہے
چونکہ طاعون کو لوگوں نے اب سمجھ لیا تھا
اس نے خدا نے ایک اور مرض بھی جو طاعون کے آگے
اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ جب روزیوں کی جلدیا
حل جائیں تو وہی جلدوں کو ہم بدل دیں گے۔ تاکہ وہ خدا
کو کچھ سکیں۔

**حضرت مسیح موعود کا الہام
مختلف امراض کے متعلق**

وہاں تو
جلدیں بدلی
جائیں گی۔ لیکن
یہاں عذاب
بے جا رہے ہیں۔ تاکہ لوگ ایک عذاب کے عادی ہو کر
اسے سمجھ نہ سکیں۔ اور اس سے بے پروا ہوں جائیں
پس فی الحال طاعون چلا گیا۔ چنانچہ اخباروں میں شائع ہو رہا
ہے۔ کہ آجکل طاعون سے چھٹک کوئی نہیں ہوتا یا شاذ و نادر
ہوتا ہے اس لئے یہاں سے چلا گیا۔ اور اسکی بجائے فزرنے
ایک نئے مرض کو بھیجا یا۔ اور اس بات سے خدا تعالیٰ نے
اپنے اس رسول کے ذریعہ جسے اس نے ان عذابوں کو
پہلے بھیجا آگاہ کر دیا تھا کہ میں نے نئے امراض بھیجو گا
چنانچہ اب وہ بھیج رہا ہے۔ اور اس نئے مرض سے
ترتیباً ۸۰۰ روزانہ میں صرف ہوتا ہے۔ اور اس نئے مرض سے
غراب ہے۔ پھر پنجاب کے ہر ذریعہ پر قبضہ اور ہر شہر
میں اس نے طوفان بجا رکھا ہے۔ اسکی خبر حضرت مسیح موعود
نے خدا تعالیٰ سے پا کر بہت عرصہ قبل ہی تھی۔ چنانچہ
آپ کو الہام ہوا تھا۔ الامراض تنشاع والنفوس
تضاع۔ کہ امراض پھیلائے جائیں گے۔ اور جانیں
مناہ کی جائیں گی۔ یہ الہام آپ نے آج سے پچیس سال قبل
شائع فرمایا تھا۔ اور آج وہ پورا ہوا ہے۔ جبکہ نئی تھی
نفس کی دہائیں دیکھیں پھیل رہی اور انسانوں کو ہلاک
کر رہی ہیں۔

۱۷۔ اب خدا کے نبی اور رسول تھے۔ لیکن آپ کی نیت
خلیقہ مسیح ثانی کا رویا
موجودہ و بے متعلق
موجودہ کو حاصل
موجودہ کو حاصل

سے جو درجہ حاصل ہے۔ اسکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اب
سے قریباً چار سال پہلے اس بیماری کے متعلق ہر ذریعہ
رویا و اطلاع دی تھی۔ وہ رویا میں نے اسی سجدہ میں
کے وقت لوگوں کو سنا دی تھی۔ اور شائع بھی ہو چکی ہے

۱۷۔ دو یا ۱۳۔ دسمبر ۱۹۱۳ء کے اخبار الفضل میں
شائع ہو چکی ہے۔ جو یہ لفظ درج ذیل ہے:-

”جسبی اس سجدہ (سجداً قاضی) میں سچوں میں سچ ایک
مانی جاتی ہے۔ اسی طرح کی ایک نرس ہے۔ اور وہ بہت
دور تک چلی جاتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس
میں بڑا پانی ہے۔ مگر بندوں کی وجہ سے اس کے
اندر ہی بند ہے۔ اس کے ارد گرد ایک نہایت خوبصورت
باغ ہے۔ میں اس میں ٹہل رہا ہوں۔ اور ایک اور
آدمی بھی میرے ساتھ ہے۔ ٹہلتے ٹہلتے نہر کی پرانی
طرف میں نے چودھری فتح محمد صاحب کو دیکھا اتنے
میں ایک شخص آیا اور میرے ساتھ میرے گھر کی مستورات
بھی ہیں اس نے مجھے کہا کہ گھر کی مستورات کو پردہ کی تکلیف
ہوتی ہے۔ انھیں کہیں صرف باغ میں ٹہلیں۔ میں جب
اس جگہ سے ہٹ کر دوسری طرف گیا ہوں تو مجھے بڑے زور
سے پانی کے بہنے کی سرسراہٹ آئی۔ اس وقت میں جس طرح
پرانے مقبرے بنے ہوتے ہیں۔ ایسے مکان میں کھڑا ہوں
وہ منظر وہاں سے ہے جس طرح بادشاہوں کی قبروں پر پڑتی
ہیں۔ میں اسکی چھت پر چڑھ گیا ہوں۔ اور اسکی گئی چھتیں
اور نئی نیچی ایک دوڑ کے ساتھ ساتھ بنی ہوئی ہیں۔ مجھے
پانی کی سرسری حیران آئی تو میں نے اسی نہر کی طرف دیکھا۔ یا
وہ ایسا خوبصورت منظر تھا کہ ہرستان نظر آتا تھا یا ہر جگہ پانی
پہر تاجا تا تھا۔ عمارتیں گرتی جاتی تھیں۔ رحمت ربے جاتے تھے
گارتوں اور شہر تباہ ہوئے جاتے تھے پانی میں لوگ ڈوب رہے
تھے۔ کسی کے گلے گلے کسی کے سہنک کسی کے سہکے اوپر
پانی چڑھا جاتا تھا۔ اور ڈوبنے والوں کا بڑا دردناک نظارہ
تھا۔ کھنت وہ پانی اس مکان کے بھی قریب گیا میں پر میں
کھڑا تھا اور اسکی دیواروں سے لکھنا شروع ہو گیا۔ آگے
پہچھے کی آباری کو تباہ و برباد ہوتا دیکھ کر بے اختیار ریر
سہ سے نکل گیا۔ ”نوح کا طوفان“ پھر پانی اس مکان کی

میں نے دیکھا کہ طوفان بڑے زور کا آیا ہے۔ اور بہت بلند ہوتا
بارہا ہے۔ لوگ مر رہے ہیں۔ مکان گر رہے ہیں۔ درخت ٹوٹ رہے
ہیں۔ اس وقت چودھری فتح محمد صاحب کو میں نے دیکھا۔ آفرانی
بڑھتے بڑھتے اس مکان کی چھت پر چڑھنا شروع ہو گیا۔ میں
پریم کھڑے تھے۔ اس وقت میں بہت گھبرا گیا۔ اور اودھر دھڑ
دیکھنے لگا۔ لیکن ہر طرف پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ جب پانی چھت
پر بھی آنے لگا۔ تو میں نے زور زور سے۔ کھنا شروع کیا
اللہم اھتدیت بہد یلک و امنت بمسیحت
اسوقت مجھے حضرت مسیح موعود بھی آتے ہوئے معلوم ہو
اور اپنے لوگوں کو تاکہ یہ کہ یہی فقرہ پڑھیں۔ جس کے معنی
یہ ہیں کہ ”اے خدا میں تیری ہدایت کے ذریعہ ہدایت پاتا
ہوں۔ اور تیرے مسیح پر ایمان لاتا ہوں۔“ میں نے پڑھی شروع
کی۔ تو وہ طوفان اتر گیا۔

اس رویا میں جو طوفان دکھایا گیا ہے۔ اس سے
جنگ یورپ شروع ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس وقت جنگ ہو رہی
تھی۔ اور چودھری صاحب ولایت میں تھے پھر پانی سے
رادو جا ہوتی ہے۔ اب جبکہ چودھری صاحب بھی یہاں آگئے
ہیں۔ تو یہ دبا شروع ہوتی ہے۔ جو دکھلائی گئی تھی۔ پس اس
سے نجات پانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو
جو اس زمانہ کے رسول ہیں۔ مانا جائے کیونکہ اس نبی کے

چھت پر چڑھنا شروع ہوا اس کے ارد گرد جو دیوار تھی ایسا معلوم
ہونا تھا کہ پانی اسے توڑ کر اندر ناچا تھا ہے اور لہریں دیوار کے
اوپر سے نظر آتی تھیں اسوقت میں نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا
مجھے کہیں آبادی نظر نہیں آتی تھی اور پانی ہی پانی نظر آتا تھا
جب پانی چھت پر پڑنے لگا تو میں نے گھبراہٹ میں پکار پکار کر
اس طرح کھنا شروع کیا۔ اللہم اھتدیت بہد یلک
و امنت بمسیحت اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا
کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دوڑے چلے آتے ہیں۔ اور
گویا لوگوں کے فرماتے ہیں۔ کہ یہی فقرہ پڑھو تب تم اس
عذاب سے بچ جاؤ گے۔ مجھے حضرت مسیح موعود نظر نہیں
آئے۔ لیکن یہ میرا خیال تھا۔ کہ آپ لوگوں کو یہ فرما رہے
ہیں۔ تو میں نے دیکھا کہ پانی کم ہونا شروع ہوا اور چھت گیلی گیلی نظر آنے
لگی۔ اسی گھبراہٹ میں میری آنکھ کھل گئی۔“

بھار کے باعث ہی یہ عذاب آیا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے یہ عذاب ایسے میں جیسے ان غصہ سے بچ کر کوٹھڑی مارتی ہے جبکہ وہ غلطی کرتا ہے۔ لیکن جب وہ غلطی کو چھوڑ دیتا ہے تو اسکو پھیر کر دیا ہے۔ پس خدا کے نبی پر جو خدا کی طرف بلا تا ہے۔ ایمان لاؤ تاکہ نجات پاؤ۔ اگر ایسا کرے تو وہی عذاب اب طرح طرح کے عذاب نازل کر رہا ہے۔ اپنی رحمت کے دروازے کھول دیگا۔ اور اپنے انعامات سے نالا ان کر دیگا۔ اعدادیث سے ثابت ہے کہ دنیا میں جب آئیگی تو مشرکوں پر آئیگی۔ پس جب تک نیک بندے ہوں گے خدا ہلاک نہیں کرے گا۔ آجکل یہ مرض اس شدت سے پھیل رہا ہے کہ جس کی انتہا نہیں۔ کثرت سے گھروں کے گھر بار پڑے ہیں۔ مگر انہوں نے کہ جنت کم لوگ ہوتے ہیں۔ جو دوسرے کی مصیبت کو دیکھ کر نصیحت کرتے ہیں۔ وقت تنگ ہو گیا ہے۔ ورنہ اس کے متعلق بہت کچھ بیان کرتا۔ انشاء اللہ کسی آگے کے خطبہ میں بیان کر دیگا۔

کسی احمدی کو نہیں محروم رہنا چاہیے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایضاً ثنائی کی کتاب حقیقۃ الزویار کے مطالعہ سے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ کیونکہ اس میں حضور نے امام کشف اور دیوار اور نواب کے مضمون کو جس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ میرے خیال میں اس مضمون کو سب سے بغیر بہت کم لوگ جتلاؤں اور ٹھوکروں سے بچ سکتے ہیں۔ نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پس اصحاب کو چاہئے کہ اپنے مضمون کی حقیقت معلوم کرنے اور جتلاؤں سے بچنے کے لئے ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ جو عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ عمدہ سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ جم سوا سو سو قیمت ۱۰/-

قبولیت و عا کے طریق | اس رسالہ میں دعا کے بقول سے دعائیں قبول ہو سکتی ہیں۔ - میٹھا صاحب فائدہ لکھا ہے اب دوسری دفعہ رسالہ شائع ہوا ہے قیمت ۱۰/- اور پھر ایضاً افضل قادیانی

دس ہزار روپیہ کا انعام

اور

مولوی ثناء اللہ ناکام

فقیر امجدی عرصہ ہوا کہ مرزا صاحب سیٹھ عبداللہ الدین صاحب سکندریہ باؤنے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس میں عزت امام کو قرآن کریم اور سنی و شیعہ کی کتب احادیث سے نہایت عمرگی کے ساتھ ثابت کرنے اور یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچانے کے بعد کہ ہر امام وقت کو ماننے وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ ہر فرد کے مسلمانوں کو چند شرائط کے ساتھ ایک چیلنج دیا تھا۔ جن میں سے وہ اصل شرط کہ باقی شرائط جس کی فراموشی نہ ہوگی کہ اگر کوئی شخص موجودہ زمانہ میں کسی ایسے شخص کا پتہ بتا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ مجھے خدا انعامی نے دنیا کی راہ نمانی کے لئے اس زمانہ کا امام بنا کر بھیجا ہے۔ اور میں اس حدیث کے سر پر میرٹ ہو تو والا مجھ ہوں۔ تو ایسے شخص کو صرف اس زمانہ کے مدعی امامت اور عبودیت کا پتہ بتلانے پر دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ اس کے جواب میں مولوی ثناء اللہ نے جنہیں خواہ مخواہ ہر معاملہ میں دخل دیکھو۔ سنی بھگوانے کا جنون سا ہو گیا ہے۔

۱۰۔ جولائی کے المحدث میں لکھا کہ - مسٹر صاحب کو ہم اطلاع دیتے ہیں۔ کہ اس خدمت کے لئے ہم حاضر ہیں۔ جو قدرتی طور پر اس کے لئے منتخب ہیں۔ ہمارا قول یہ ہے بھگوانے جہاں ہیں گیس پاؤ گے نہیں مگر چھ ڈھونڈو گے چلنے بیچ زیا لیکر میں سیٹھ صاحب ہرگز بتا دیں کہ وہ انعامی رقم کس کے فیصلہ سے دیں گے۔ ہاں یہ یاد رہے کہ مرزا صاحب کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ براہین احمدیہ کے لئے انہوں نے دس ہزار روپیہ دینے کا اعلان کیا تھا جس کا فیصلہ تین سب سے منصفوں پر رکھا تھا ملاحظہ ہو

برہان احمدیہ جلد اول ص ۳۱۱ کیا آپ بھی اسی طرح تین سب سے منصفوں سے فیصلہ کرادیں گے یا خود فیصلہ کریں گے۔ اس کے علاوہ مبلغ دس ہزار روپیہ کسی امین کے پاس جمع کرانا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ان الفاظ کو پڑھ کر جو انہوں نے دس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج کے متعلق لکھے۔ ہر ایک بھلا انسان ہی فیماں کر گیا۔ کہ یا تو انہوں نے اپنی کم فنی کی وجہ سے اس امر کو سمجھا ہی نہیں۔ جس کا ثبوت دینے والے کو دس ہزار روپیہ انعام دینے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یا اگر سمجھا ہے۔ تو جی بڑی رقم کا اعلان مسکرا کر کے منہ میں اس قدر پانی بھرا یا کہ بغیر سوچے سمجھے جو جی میں آیا لکھ دیا۔ اس پر صاحب سیٹھ صاحب منصفوں نے یہ زیور ایک شخص چھٹی میں اس امر کی طرف توجہ دلائی۔ اس شخص کی پوری نقل ۲۴۔ اگست ۱۹۱۸ء کے فیصلہ میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں انکی غلط فہمی یا دھوکہ دہی کو دور کرنے کے بعد لکھا گیا تھا۔ کہ جناب والا ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ رسالہ محمولہ کے صفحات ۲۳۔ ۲۴ کے مطابق۔ اگر کوئی شخص بصورت انکار حضرت مرزا صاحب و صلوات اللہ علیہم والسلام کسی دوسرے مدعی کو پیش کرے۔ تو اسکو دس ہزار روپے دئے جائیں گے۔ کہ جناب کو۔ کیونکہ ہمیں تو صرف ایسے امام زمانہ و مجدد وقت کی ضرورت ہے۔ جو سب مہتاب بنوی سنجانب اللہ ہایت خلق کے لئے ہر زمانہ خداوندی مبعوث کیا گیا ہو۔ جیسے کہ ہمارے نظروں میں حضرت مرزا صاحب مغفور و مبرور کی ذات والا صفات ہے۔ رہا روپیہ کا معاملہ تو اس کا بھی اپنے چیلنج میں بخوبی فیصلہ کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۳۱۱۔

مذکورہ بالا چھٹی مولوی ثناء اللہ صاحب کو اختیار میں شائع کرنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔ لیکن انہوں نے اس کے شائع کرنے میں سخت ہیر پھانسی کا ثبوت دیتے ہوئے اس کا ایک نہایت ضروری حصہ بالکل حذف کر دیا ہے۔

”معلوم ہوتا ہے کہ اڈیٹر صاحب المحدث نے چیلنج پر سرسری نظر ڈالی ہے۔ جب ہی تو یہ لکھا ہے کہ ”جیدہ یاد رکھنے کے ایک وارن آئی ہے۔ جن کا مضمون ہے۔ کہ ہم نے جو رسالہ دنا سید مرزا میں شائع کیا ہے۔ اس کے جواب

میں ہم رس ہزار روپیہ انعام کا چیلنج دیتے ہیں۔
 اس کے متعلق ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے
 اپنے چیلنج میں یہ کہاں دکھا ہے۔ کہ جو ہمارے
 اس رسالہ کا جواب دے۔ اس کو دس ہزار روپیہ
 ملیں گے۔ اس رسالہ میں اس طرح کی نعت
 عہارت اگر کہیں ہے۔ تو پیش کرنا ٹیڈیٹر انچرفٹ
 پر واجب ہے۔

ان فقرات کو حذف کرنے کے باوجود چھٹی کے مضمون کو لینے
 رنگ میں شائع کرنا کہ گویا ایک لفظ چھوڑ کر ایک لفظ بھی کم
 نہیں کیا گیا۔ درجہ کی دیدہ دلیری اور بے حیائی نہیں تو اور
 کیا ہے۔ اور پھر اسپر یہ لکھنا کہ

”ہم حسب مشاہد آپ کے جواب دینے کو تیار ہیں
 اگر آپ اپنی افزار کردہ انعامی رقم ہمارا حصہ
 موصودت کے پاس امانت رکھ کر ہم سے
 منصف مقرر کریں۔“

کس قدر دھوکہ دہی اور فریب کاری کا کام ہے۔ یہ ہر
 مولوی شہداء اللہ صاحب کی ایمانداری اور دینداری
 اسپر انھیں ایک اور چھٹی لکھی گئی۔ جو ذیل میں درج کی
 جاتی ہے۔ دیکھئے اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔

جناب مولوی شہداء اللہ صاحب ایڈیٹر انچرفٹ
 کیا اسے شرافت کہنا چاہتے۔ یا ہیروئین کی تحریف کہ جب
 آپ نے اپنے اخبار کے ذریعہ جس امر کا ہمارے اللہ انہی
 چیلنج کے متعلق مطالبہ کیا اور جب اس کا ہم نے جواب دیا
 تو آپ نے ہمارے جواب کے مزوری جو کہ کو حذف
 کر کے اور اپنی مرضی کے موافق تحریف کر کے اسکو اپنے

اخبار میں ہمارے نام سے اس طرح شائع کیا کہ ناظرین پر یہ
 ظاہر ہوا کہ آپ کا درج کردہ مضمون ہی گویا ہمارا اصل مضمون
 ہے۔ کیا آپ کا یہ فعل خدا کی مخلوق کو دھوکا دینا نہیں ہے
 اور کیا آپ کے نزدیک ایسی ہی ایمانداری باقی رہ گئی ہے۔

ہم پھر لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے ہرگز اپنے رسالہ میں یہ نہیں
 لکھا کہ جو شخص ہمارے چیلنج کا جواب دے گا۔ اسکو دس ہزار
 روپیہ انعام دیں گے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دلغ میں
 حضرت مرزا صاحب کے متعلق کچھ نہ کچھ خیالات جمع رکھتا
 ہے۔ اور اسی کے موافق جواب بھی دے یا کرتا ہے۔

لیکن اس زمانہ میں تو بلا کسی چیلنج کے بہت سے لوگوں کو
 یہ شوق دامنگیر ہے۔ کہ وہ کچھ نہ کچھ حضرت مرزا صاحب کے
 خلاف لکھ کر اپنی طرح جو ٹی شہرت حاصل کرتے رہتے
 ہیں۔ ہمارا چیلنج تو یہ ہے کہ ہم نے جو بستی و شیعہ کی مسلمہ
 کتب سے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ جو شخص امام زماں
 کی شرافت کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ کفر کی موت تر تا ہے۔

اور یہی ثابت کیا ہے کہ امام زمان وہی شخص ہو سکتا ہے
 جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اپنی مخلوق کی عہداتی
 کے لئے خاص طور پر ہر صدی کے شروع میں مبعوث کرتا ہے
 اور جس کے ذریعہ وہ اسل دین و دنیا میں آشکار کرتا ہے

اب ظاہر ہے کہ یہ تعریف ماننا زمین سو سے حضرت مرزا
 صاحب کے کسی دوسرے پر صادق ہی نہیں آتی۔ اور
 اس صداقت کا ثبوت بھی محمد حسین جاناوی جیسے اشد ترین
 دشمن کی تحریرات سے اور دوسرے بہت سے محکم دلائل

سے آیا ہے۔ لہذا یہ ان لوگوں کا جو منصب اور جہالت
 کی وجہ سے لوگوں کو حیرتلاتے ہیں فرض ہے کہ وہ دکھلاؤ
 کہ اگر حضرت مرزا صاحب نہیں تو پھر وہ صادق مدعی
 کون ہے۔ جس نے آپ کو جھوٹا ثابت کر کے اپنی صداقت
 دنیا میں آشکار کر دی ہو کہ وہی اس صدی کا محمد یا مہور

من اللہ یا امام زماں ہے۔ اور جس کے دعوے کو لا کھوں
 لوگوں نے مان بھی لیا ہو۔ اور جس نے عام طور پر اپنی تحریرات
 سے یہ اعلان بھی کر دیا ہو کہ ہر ایک شخص جو جھوٹو اس زمانہ کا
 صادق امام نہیں ماننا۔ وہ کفر کی موت مر گیا۔ اور جنہی قرار پائے

صرف ایسی مدعی کو پیش کر دو اور ہم سے دستبردار رہیہ انعام لیا
 ہی ہمارے چیلنج کا اصل مطلب ہے۔ اس کے سوائے ہکو
 آپ کے کسی اور جواب کی ضرورت نہیں۔

روپیوں کے متعلق بھی ہم نے اسی چیلنج کے صلہ میں فیصلہ
 کر دیا ہے۔ کہ ہندوستان کے سب سے معتبر بینک جو بینک
 آف برنگال کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں ڈیپازٹ
 کر دینے کو ہم تیار ہیں۔ جب آپ یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ
 نے ہمارے چیلنج کا صفحہ مذکور پڑھ لیا ہے۔ تو پھر بھی یہ تقاضا

کیوں ہے کہ جہاں آپ خود چاہیں وہاں ہی ہم روپیہ لکھیں
 اور جن کو آپ نصف مقرر کریں انکو ہی ہم قبول کریں آپ یہ
 جوش ہوش سن رکھئے کہ اس معاملہ کے انفصال کیلئے

آپ کو دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ان سب باتوں کا
 فیصلہ ہم خود بالاتفاق اس مدعی سے طے کر لیں گے۔
 لیکن ہم کو کامل یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسا کوئی مدعی پیش
 نہ کر سکیں گے۔ اسی لئے تو اس قسم کے حیلے تراشتے ہیں۔

اگر حضرت مرزا صاحب صادق مدعی نہیں تھے۔ تو کیا اللہ
 تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس صدی کے شروع میں
 اپنا خاص مصلح جو مجدد وقت یا امام زماں کے نام سے مشہور
 ہوا کرتا ہے۔ مبعوث کر کے حضرت مرزا صاحب کے

تمام وعادی دلائل کو جھوٹا ثابت کر کے اپنے صادق
 مدعی کی صداقت دنیا میں آشکار نہ کرتا۔ اگر آپ کے
 خیال میں کوئی مدعی ایسا ہے۔ جو صادق بھی ہے تو بلکہ
 تعجب ہے کہ دنیا آج سے پہلے اس سے کیوں مطلع نہیں

ہوئی۔ اور اگر کسی کو اطلاع ملی۔ تو وہ صرف آپ ہی ہیں۔
 اور پھر یہ مدعی بھی عجیب ڈر پوک ہے۔ کہ جس کے متعلق
 ہزار ہا روپیہ کا چیلنج دیا جاوے۔ پھر بھی وہ آپ کی دکالت
 کے بغیر پلک میں آئینی جرأت ہی نہیں کرتا۔ اسوس صد

ہزار اسوس کہ لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے دیکھتے نہیں
 کان رکھتے ہوئے سنتے نہیں۔ اور دل رکھتے ہوئے سوچتے
 نہیں۔ اور آپ جیسے مولوی کھلاسنے والے کی باتوں پر
 بھروسہ رکھ کر خود اپنی اور اپنی آن داد لاد کی آخرت تباہ

کرتے ہیں۔
 مولوی صاحب اس زمانہ کے امام کی مخالفت نے آپ کو
 درحقیقت ایسا بنا دیا کہ گو آپ مولوی فاضل ہیں پھر بھی ایسا
 آسان اور صاف مسئلہ سمجھنے سے آپ کی عقل قاصر ہو گئی۔ یا

آپ نے جان بوجھ کر اغراض نفسانی کی خاطر لوگوں کو گمراہ کرنا
 پیشہ اختیار کر رکھا ہے۔ کچھ تو خدا کا خوف کر دے کہ آپ کی ان کرتوتوں
 کی وجہ سے ہزار ہا۔ بلکہ لاکھ لوگوں کا دین و ایمان خراب
 ہو رہا ہے۔ کیا آپ کو مرنا نہیں ہے۔ اور اپنے خالق کے

روبرو کھڑا ہو کر جواب دینا نہیں ہے۔
 کیا ہمارا یہ مشورہ۔ اپنے اخبار میں بلا کسی تحریف
 یا کمی بیشی کے شائع کرنے کی جرأت دکھلا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو
 پھر ہم کو دوسرے اخبارات و اشتارات کے ذریعہ ایسی
 اشاعت کریں۔ اور اسلام علی ہوتے اتبعا اللہ

خاکسار عبد اللہ الدوبین بلوچنگ کسٹور ڈسٹرکٹ سکرٹری بار
 حیدرآباد

ہنگامہ یورپ

سیرے اور اواز کی لائن سے جرمن سپاہی لڑنے
۲۷ اکتوبر - ایک فرانسیسی اطلاع منظر ہے کہ دشمن اواز
اور سیرے کے درمیان واسے سارے محاذ پر پیچھے
ہٹ رہا ہے۔

جرمنوں کی قلعہ بندیاں پیرس - ۲۷ اکتوبر
جرمن پانت اموزان آوری وینزوریا کے شیل کے
شمال میں جو کہ ہنریل سے میت پر لٹا ہے اچھی طرح
قلعہ بندیاں کر رہے ہیں۔

دشمن کے جوالی حملے مسترد لندن - ۲۷
اکتوبر گذشتہ شب کی فرانسیسی کیونیک منظر ہے کہ
صلح موٹروں کی میت میں ہم نے آج اوز اور سیری کے
درمیان ایک زبردست حملہ کیا۔ اور دشمن کو اس کے

زبردست استحکامات سے خارج کرنے کے بعد مسترد مواضع
پر قبضہ کر لیا۔ اور قیدی بھی گرفتار کئے میون اور شا تر پور
کے درمیان جرمنوں نے زبردست جوالی حملے کئے۔ لیکن
ہر جگہ انھیں پسپا کر دیا گیا۔ ہم نے اس خطہ میں کل سے

دو ہزار تین سو قیدی گرفتار کئے ہیں۔ بعض ایک ڈوئٹرن
نے صد ہا گدار توں گرفتار کیں۔
جرمنی میں ہنگامے - لندن - ۲۷ اکتوبر اسکا اطلاع
دیجی ہے کہ جرمنی کے مختلف حصوں میں روزانہ بلوے

پورے ہیں۔ پولیس سے مقابلہ ہونے کے باعث بہت
سکی جانیں ضائع ہوتی ہیں مسلمان خام کی قلت اور خسارت
کی وجہ سے سالانہ جنگ کی تیاری میں بہت رکاوٹ پیش
آ رہی ہیں۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ کارخانہ کرپ کو
مجبور ہو کر بہت سے کارگیروں کو الگ کر دینا پڑا ہے۔

قبضہ کے فیصد کن اعلان کی توقع - لندن
۲۷ اکتوبر اخبار فرینک فرٹاز ٹینگ خیال کرتا ہے
کہ پریٹنٹ ولسن نے اپنی تازہ یادداشت میں قبضہ
کی طرف صاف اشارات کئے ہیں۔ اور امید کرتا ہے

کہ قبضہ بہت جلد کوئی دو ہفتہ فیصلہ کریں گے۔ جبا
ری پروان ڈین ڈاگ کو اپنے برلن کے نامہ نگار سے

معلوم ہوا ہے۔ کہ قبضہ کی طرف سے بہت جلد ایک
اعلان ہونے کی توقع ہے۔ جس سے معاملات صاف
ہو جائیں گے۔ قبضہ کے تحت سے دست بردار ہونے
کی بھی افواہیں اڑ رہی ہیں۔

جرمنی کا جواب پریٹنٹ ولسن کو کوٹن
۲۷ اکتوبر - جرمنی نے پریٹنٹ ولسن کی یادداشت
کا سنجانب ڈاکٹر سولف جواب دیتے ہوئے لکھا ہے
کہ جرمنی کے جینی نظام میں دستاویز پہنچنے والے

تغیرات کئے گئے ہیں۔ گنگو صلح عام باشندوں کی
حکومت کی طرف سے ہو رہی ہے۔ اور فوجی طاقتیں
بھی اس کے ماتحت ہیں۔ اس کے بعد خود کو تاج ویز
التوا کے جنگ کا منتظر بنا کر گیا ہے۔ جو ایک نصفاً

صلح کا پہلا قدم ہو۔ اسٹریٹو نے بھی اپنے جواب میں
پریٹنٹ کے مطالبات کو قبول کر لیا ہے۔
سرویا میں لڑائیاں - ایک فرانسیسی کیونیک
منظر ہے کہ دریائے ڈینیوب پر ہومپانٹکا کے حدود

میں ہمارے تو چھانڈنے کو دبا ریاں کیں۔ غنیم کے ایک
مانیٹر جہاز کو نقصان پہنچا گیا۔ فرانسیسی تروٹ نے
ڈینیوب کے شمالی کنارے پر حملہ کیا۔ جس میں جرمنوں کے
اکثر سپاہی گرفتار ہوئے۔

اطالوی حملہ لندن - ۲۷ اکتوبر - ایک اطالوی
سرکاری لاسلی اطلاع منظر ہے۔ کہ تمام دن کی سخت
جنگ کے بعد ہم نے کوہ گریا کے بعض مواقع پر قبضہ
کر لیا۔ اور گذشتہ یوم کی فتوحات میں ۲۱۹ قیدیوں

اور اصفانہ کیا۔ ہم نے کوہ پرنیکا اور کوہ ولیرو پر جو کہ
شمال اسپینانیا میں واقع ہیں قبضہ کر لیا۔
فیوم پروو بارہ ہنگرومی قبضہ - لندن ۲۷
اکتوبر بیوڈا پیٹ کا ایک تار اطلاع دیتا ہے

کہ اوزاج ہنگری نے جزیرہ فیوم پروو بارہ قبضہ کر لیا
حلب پر انگریزی قبضہ - لندن
۲۷ اکتوبر فلسطین کی ایک سرکاری کیونیک منظر
ہے کہ ہمارے رسالے اور صلح موٹروں کے لئے

حلب پر ۲۷ اکتوبر کی صلح کو قبضہ کر لیا۔ جہاں
دشمن نے خفیہ مزاحمت کی تھی۔

ہندوستان کی خبریں

ہندوستان میں جنگی بیمار - جنگی بیمار میں ابھی تک
کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ سکول اور کالج لاہور اور علی میں
بند ہو چکے ہیں۔ کاپنور میں کما جانا ہے۔ کہ بیماری زور لے
پر ہے۔ یہ بیماری ہر جگہ تباہی اور بربادی پھیلا رہی ہے۔

اور کوئی شہر بھی اسکی زور سے محفوظ نہیں رہا ہے۔
مسٹر محمد علی ایک کمیٹی کے روبرو جوان کے
مقدار کی تحقیقات کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ عذرات
پیش کر رہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی حیثیت سے ان کی

درخواست پر اس شخص میں مسٹر سی مگر۔ ایس سو قانونی
مدعا حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔
حیدرآباد میں بیمار - یہاں مریضوں کی تعداد
تقریباً ۵۰ - ۶۰ ہزار ہے۔

لاہور میں پراسرار بیماری کی اموات ۲۷ اکتوبر
کو لاہور میں اس بیماری سے ۲۷ - اموات واقع ہوئیں۔
۲۷ - کو ۱۸ - اموات اور ۲۸ کو ۲۲ واقع ہوئیں۔
نواب محمد اسحق خاں صاحب کا انتقال
نواب حاجی محمد اسحق خاں صاحب آنریری سیکرٹری علی گڑھ

کالج نے بروز اتوار بمقام میرٹھ انتقال فرمایا۔
پنجاب کونسل کا آئندہ اجلاس پنجاب کی
قانونی کونسل کا آئندہ اجلاس ۲ نومبر کو ہوگا۔ جس میں سکیم
اصلاحات کے بعض پہلوؤں پر بحث کی جائیگی۔

لاہور میں بچوں کی نمائش - لاہور میوزیم سٹیڈ
سے اس باب کا فیصلہ کیا ہے کہ۔ انجمن ترقی علوم کی شرکت
سے لاہور میں بچوں کا ایک نمائش منعقد کی جائے۔

ضرورت نکاح

ایک منظر احمدی حضرت سراج محمد کے صحابی جو اپنے دوست
روپیہ تختہ باہور پاستے میں گر بچا اچھا ہے۔ بال بچے
بھی رکھتے ہیں۔ ضرورتاً شہر علی کی بنا پر روسرا کاج
سزا چاہتے ہیں۔ رشکی ذراستہ الدین والجمال اور کچھ خزانہ ہو
خط و کتابت مجھ سے ہو۔ اکمل - قاریان